بیان کئے گئے ہیں۔

کتاب کے آخر میں مراجع کی ایک طویل فہرست شامل ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے انتہائی محنت و جانفشانی سے فقہائے کرام کے حالات مرتب کئے ہیں ان کی یہ سعی بلاشبہ قابل ستائش ہے۔ (احمد حسن)

انتخابِ گنج شریف

تصنیف : سید حاجی محمد نوشہ گنج بخش

تدوین : سید شرافت نوشاہی

صفحات : ۳۵۲ $\frac{۲۲ \times ۱۸}{۸}$

قیمت : ۲۷/- روپے

ناشر : دار المؤرخین، گیلانی سٹریٹ، منور عزیز پارک۔ چاہ میراں لاہور

حضرت نوشہ گنج بخش قادری (۹۵۹ـ۱۰۶۴ھ/۱۵۵۲-۱۶۵۴ء) تصوف کے ایک نئے سلسلہ "نوشاہیہ" کے بانی ہیں اور ان کا شمار برصغیر کے اکابر اولیاء و مبلغینِ اسلام میں ہوتا ہے زیر تبصرہ کتاب کی دریافت سے موصوف کی شخصیت کا ایک اہم پہلو سامنے آیا ہے اور وہ ان کا عظیم شاعر ہونا ہے۔

"گنج شریف" سید شریف احمد شرافت نوشاہی کی تحقیق کا ثمرہ ہے جو انہوں نے متعدد مخطوطات کی بنیاد پر مرتب کی ہے۔ یہ کتاب اردو اور پنجابی کے چھ ہزار چار سو اشعار پر مشتمل ہے زیر نظر کتاب صرف اردو کے دو ہزار چار سو اشعار کا مجموعہ ہے۔

کتاب کے آغاز میں "چند سطور گنج شریف کے بارے میں" کے عنوان سے ڈاکٹر سید عبد اللہ نے اس کو تین خصائص کی بنا پر اہم قرار دیا ہے۔ اوّل تصوف کی کتاب کی حیثیت سے، دوم اردو تصنیف کی قدامت کے لحاظ سے اور سوم پنجاب میں اردو کے لحاظ سے۔ ڈاکٹر صاحب مذکور نے اس کی دوسری اور تیسری خصوصیت کا بطور خاص تذکرہ کیا ہے۔

"گنج شریف کے مل جانے سے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اردو شاعری پنجاب میں دکن کے بعد نہیں شروع ہوئی بلکہ دکن اور پنجاب میں اردو شاعری کا آغاز ایک ساتھ ہوا اور اگر اس سے بھی پہلے کہیں نو

بیجا نہ ہوگا۔ کیونکہ گنج شریف میں محمد قلی قطب شاہ کے کلام کے مقابلہ میں زیادہ پختہ اور ترقی یافتہ زبان کے نمونے موجود ہیں۔ اردو کلام کے اوزان پچیس ہیں۔ فارسی، ہندی اور پنجابی کی بحریں استعمال ہوئی ہیں اس میں شاعر نے تخلص کا جابجا استعمال کیا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ گنج شریف نے پروفیسر شیرانی کی تحقیق کے معیار سے بھی قدیم ترین سرمایۂ اردو کی نشاندہی کی ہے۔"

کتاب کے ابتدا ہی میں پروفیسر اقبال مجددی نے " تقدیم " کے عنوان سے ۳۶ صفحات کا مستند مقدمہ لکھا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ حضرت نوشہ گنج بخش پنجاب کے پہلے اردو اور پنجابی کے صاحب دیوان شاعر ہیں ان وقت تک اردو ادب کی تاریخ میں محمد قلی قطب شاہ (۹۷۳ – ۱۰۲۰ھ) کو یہ اولیت حاصل رہی ہے لیکن حضرت نوشہ، محمد قلی سے چودہ سال پہلے پیدا ہوئے اور اس کی وفات سے چوالیس سال بعد وصال فرمایا۔

"گنج شریف" بنیادی اور معنوی لحاظ سے اکبری، جہانگیری اور شاہجہانی عہد کی ایک مذہبی کتاب ہے۔ بالخصوص اکبری دور کے الحاد، ہندوؤں کے تفوق اور مذہبی بے راہ روی کے خلاف حضرت نوشہ نے جو تبلیغ کی یہ اس کی آئینہ دار ہے۔ آپ کا سارا کلام قرآن و حدیث کے مفہوم کی ترجمانی کرتا ہے۔

کتاب مندرجہ ذیل گیارہ موضوعات پر محیط ہے۔

۱۔ حمد ساگر، ۲۔ مدح رتناولی، ۳۔ مرشد رتناکر، ۴۔ عقائد گنج، ۵۔ شریعت گنج، ۶۔ طریقت گنج، ۷۔ حقیقت گنج، ۸۔ معرفت گنج، ۹۔ نام دھیان (معمولات) ۱۰۔ مرشد سمجھاؤنی، ۱۱۔ سنسار پارس (دنیا و دنیا دار)

مندرجہ بالا عنوانات کے تحت ۲۳۱ مطالب تصوف و اخلاق بیان کیے گئے ہیں۔ حضرت نوشہ نے یہ سب باتیں دلنشیں کرانے کے لیے بڑے شیریں اور سلیس انداز کو اپنایا ہے۔ بعض اوقات وہ بات کو محکم، مسلّم اور عام فہم کرنے کے لیے ضرب الامثال، محاورات اور تمثیلات کو بھی بروئے کار لاتے ہیں۔ مثلاً "مرشد سنگ" کے تحت وہ فرماتے ہیں۔ ؎

پارس سنگ جو لوہا ملا — تب لوہے سوں ہوا طلا
دیپک ساتھ جب دیپک لاگا — تب اس کا نور نور سوں جاگا

میٹھے سوں پانی رل گیا — تب پانی سے شربت بھیا
پھول سنگ تِل کیا میل — تیلی تِس سوں کیا پھلیل
لون پڑے پانی تو گرے — سو بھی ناؤں کے سنگت ترے
آچھے سنگ مت آچھی آئے — غافل کی سنگت بھر مائے (ص ۱۰۹)

نوشہ گنج بخش نے جن موضوعات پر لکھا ہے وہ اگرچہ قدیم اور معروف ہیں۔ لیکن آپ نے کہیں بھی اپنی انفرادیت اور جدّت کا دامن نہیں چھوڑا۔ مثلاً وہ سلام بجا لانے کی ترغیب اس طرح دیتے ہیں :-

نوشہ کہے سلام کا دیکھا عجب سبھائے — ہاتھ اپنا سر اپنا لیجے مفت دعائے

یا تغیرِ زمانہ کا حال بیان کرتے ہیں :-

ایک سمیں تِل کی کھلی دیتی مزہ تمام — اب لذت کچھو دیئے ناں مصری نہ بادام

کتاب کے آخر میں فرہنگ کا اضافہ آج کے قارئین کے لیے سودمند ہے۔

"گنج شریف" کی دریافت پر جناب شرافت نوشاہی اور خوب صورت طباعت پر دارالمورخین لاہور تحسین کے لائق ہیں جنہوں نے اردو تاریخ و ادب پر کام کرنے والوں اور ارباب طریقت کو ایک نئی راہ دکھائی ہے۔

(ایم۔ ایس ناز)